مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان

جلد ۳۵ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ • جمعۃ المبارک • ۱۷ فروری ۱۹۸۴ء شمارہ ۲۹

مندرجات

سالانہ —— ۵۰ روپے
فی پرچہ —— ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر سے : ۲۰ پونڈ

کشمینا
اُون
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
حاجی محمد ابراہیم اینڈ سنز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون: ۶۶۱۳۵

صحافت میں فحاشی کا رجحان

(وزیر اطلاعات کے بیان کی روشنی میں)

چند روز پیشتر وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات محترم راجہ ظفر الحق صاحب نے ایک اخباری بیان میں فرمایا کہ ہم نے اخلاقی اقدار کے منافی سرگرمیوں میں ملوث اور فحاشی پھیلانے والے بعض جرائد کے ڈیکلریشن معطل کر دیئے ہیں مجموعی طور پر ۳۲ جرائد کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے یعنی بعض کے سرکاری کاغذ کا کوٹا بند کر دیا گیا ہے اور بعض جرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ اس بیان کے ساتھ یہ تفصیل تو نہیں دی گئی کہ وہ کونسے جرائد تھے جن پر یہ ایکشن لیا گیا ہے۔ مگر بازار میں بک سٹالوں پر بکنے والے رسالے اور ڈائجسٹ اس بیان کا ابھی تک منہ چڑا رہے ہیں۔ ان کے سرورق پر چھپنے والی عورتوں کی رنگین تصویریں اور ان کے اندر چھپنے والے مضامین بدستور اس امر کے غماض ہیں کہ ایسے سرکاری بیانات محض اپنے نمبر بنانے کے لئے ہوتے ہیں عمل درآمد کروانے کے لئے نہیں۔

اس قسم کے ماہانہ جرائد سے قطع نظر پبلک کی سب سے زیادہ نظر تو روزانہ اخبارات پر ہوتی ہے اور ان کی اکثر اشاعتیں عورتوں کی رنگین تصاویر سے مزین ہوتی ہیں۔ ان تصاویر کو جس "فریب کاری" کے پردے میں لپیٹ کر شائع کیا جاتا ہے وہ بڑی معنی خیز اور "شریفانہ" ہوتی ہے یعنی "خواتین کی سیرت کانفرنس"۔ "خواتین کی محفل میلاد"۔ "خاتون کونسلروں کے انٹرویو"۔ "بہترین کھلاڑی لڑکیاں"۔ "امورِ خانہ داری پر عورتوں کے تأثرات"۔ "جہیز کے خلاف خواتین کے بیانات"۔ "بین الکلیاتی مقابلوں میں انعام پانے والی طالبات"۔ "لڑکیوں کا مقابلہ حسنِ قراءت" وغیرہ وغیرہ۔

اخبارات کے یہ صفحات رنگینی کے اعتبار سے تو جاذب نظر ہوتے ہی ہیں مگر ان پر عورتوں کی جو تصاویر مختلف زاویوں اور دلکش ہیئت (POSE) کے ساتھ سامنے آتی ہیں اس کو "فحاشی" سے کیوں مستثنیٰ شمار کیا جاتا ہے۔؟ محترم وزیر اطلاعات اور ان کا محکمہ اس طرف سے کیوں چشم پوشی کرتا ہے۔ کیا فلم ایکٹرسوں کی تصاویر اور ان معاشرتی رہنمائیوں کی تصاویر میں کوئی خاص فرق ہوتا ہے۔ ...؟ کیا آپ فحاشی صرف ایسی تصاویر کی نمائش کو کہتے ہیں جس میں کوئی "قابلِ اعتراض" منظر پیش کیا گیا ہو ......؟ یاد رکھئے اسلام میں مرد کی تصویر تک کو منع کیا گیا ہے چہ جائیکہ آپ عورت کی تصویر اور وہ بھی نہایت "اہتمام" کے ساتھ

شائع کریں۔ فحاشی کے خلاف آپ کے نیک اقدام پر ہم آپ کی تائید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اس میں استقامت عطا فرمائے مگر آپ ایک قدم اور آگے بڑھیئے اور روزانہ اخبارات میں عورتوں کی تصاویر کی روز افزوں اشاعت پر بھی قدغن لگائیے ورنہ آپ کی یہ مہم "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا" ہی کا پر تو ہو گی۔

علاوہ ازیں کیسٹ، ٹی وی اور فوٹو گرافی کی دکانوں پر جو عریاں اور نیم عریاں نسوانی تصاویر اور مرد و زن کے باہمی ملاپ پر مشتمل بڑے بڑے فوٹو بالعموم آویزاں ہیں اور لوگوں کے جنسی جذبات میں ہیجان اور اشتعال کا باعث ہیں۔ کیا وہ فحاشی کی اشاعت کا ارتکاب نہیں کر رہے ہیں؟ کیا حکومت فحاشی اور بے حیائی کے اس کاروبار اور اس کے طور اطوار سے بے خبر ہے؟ پھر آخر ان کا مؤاخذہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور ان کو اسلامی اخلاق اور ضابطوں کا پابند کیوں نہیں بنایا جاتا؟ بہرحال ہم ارباب اقتدار سے عرض کریں گے کہ خدارا وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور بے حیائی کے اس طوفان کو روکنے کی مخلصانہ کوشش کریں جو بڑی تیزی سے ہماری اخلاقی و اسلامی روایات و اقدار کو بہائے لئے جا رہا ہے اور اس کی بدولت قوم اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ ہوتی جا رہی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

افغان مہاجرین پر الزام سے پرہیز کریں

۵ فروری ۱۹۸۴ء کے نوائے وقت میں سابق "پیپلنے مساواتی" اور حال "دال روٹی مساواتی" حنیف رامے نے ایک بیان میں اپنی "اشتراکی جبلت" کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "اگر پنجاب کے حالات خراب ہوئے تو پاکستان میں پناہ لینے والے افغان مہاجرین پنجاب کو لوٹ لیں گے"۔

افغان مہاجرین جس حالت میں یہاں پناہ گزین ہیں اور افغانستان کی جو سیاسی صورتِ حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مگر پاکستان میں رہنے والے اشتراکیت نواز اور سوشلزم طرازان کے شروع ہی سے خلاف چلے آ رہے ہیں اس کی وجہ محض یہ ہے کہ افغانستان پر ان اشتراکیوں کا "قبلہ و کعبہ" روس مسلط ہے اور اس کی کٹھ پتلی حکومت نے اسلام کا نام لینے والے افغان باشندوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ وہ نہ صرف پاکستان میں پناہ گزین ہیں بلکہ دوسرے ہمسائے ایران میں بھی دوسروں کے رحم و کرم پر دن گزار رہے ہیں۔ ان کو لٹیرے کہنا اور ان سے کسی قسم کی تخریب کاری کی توقع رکھنا ایک "کم ظرف میزبان" ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

ہم وہ دن نہیں بھول سکتے جب رامے اور ان کے گرو پنجاب پر مسلط تھے اور دن رات پنجاب کی دولت ہی نہیں اس کی عزت و ناموس کو بھی لوٹ رہے تھے شریف آدمیوں کے مکانوں پر نشانات لگا دیئے گئے تھے۔ اور بہو بیٹیوں کا گھروں سے نکلنا دشوار ہو گیا تھا۔ وزیروں اور اسمبلیوں کے ممبروں کا دن رات کا مشغلہ اور نعرہ تھا ؎

لب جو و لب ساقی لب جام است ایں جا

اور "لُٹ پنجاب دی" ان کا "قومی ترانہ" تھا۔

رامے صاحب کو افغان مہاجرین اور اسلام کے مجاہدین کے خلاف ایسی ہرزہ سرائی سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے تھا کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی بھی ہیں اور روس جیسی خدا ناشناس قوتِ قاہرہ کے سامنے ایک دیوار بن کر کھڑے ہیں۔ اگر آپ کی اشتراکی حس نے پھر سے انگڑائی لی ہے تو آپ وہ دن بھی یاد کر لیں جب آپ تو جیل میں تھے اور آپ کی بیگم صاحبہ قومی اتحاد کے سٹیج سے اسلام کے نعرے لگایا کرتی تھیں۔۔۔۔!!

درخواستِ دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی صحت

بحمد اللہ پہلے سے کافی بہتر ہے مگر تا حال نقاہت باقی ہے احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے اپنی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں (ادارہ)

درسِ قرآن

مولانا عبدالمعید سلفی بنارس. ہند

صحیح ایمان

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی بہت سی صفات بیان کی ہیں۔ یہ صفات اسلام کے وہ بنیادی ارکان اور اساسی صداقتیں ہیں جن کی اہمیت کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ انہیں صداقتوں اور حقائق پر صحیح معنوں میں عمل کرنے سے عمل پیرا مسلمان کو اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتوں، برکتوں دونوں جہان کی کامیابیوں کی بشارت دی ہے۔ ان صفات میں نہ ہمیں "ذوقیات" کا پتہ چلتا ہے، نہ خود ساختہ ان "اسلامی پروگراموں" کا جن کی پوجا کرنا سب سے بڑی عبادت اور وقت کی اہم ضرورت سمجھی جاتی ہے۔

قرآن کریم نے بہ تکرار ایمان اور عمل صالح کی اساس پر کامیابی کی بشارت دی ہے اور کثرت سے ایمان لانے اور عمل صالح کرنے پر مسلمانوں کو آمادہ کیا ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ (البقرہ ۲۵)

"جنہوں نے تصدیق کی اور اچھے کام کئے انہیں بشارت دے دو کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (المائدہ: ۹)

"جنہوں نے تصدیق کی اور اچھے کام کئے ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم کا ربانی وعدہ ہے۔"

ایمان اور عملِ صالح دنیا میں اسلامی زندگی کے ہر تصور اور نشاط و عمل کو شامل ہیں۔ یہ دو الفاظ اتنے وسیع ہیں کہ خندہ جبینی اور راستے سے کانٹا ہٹانے تک کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

لیکن اس عام دعوتِ ایمان و عمل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کچھ خاص اعمال و صفات کا ذکر کیا ہے جن سے مسلمان فیض یاب ہوتے ہیں اور شب و روز اپنی زندگی میں ان کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ صفات و اعمال اپنی اساسی حیثیت اور ہمہ گیر اثرات کے سبب زندگی کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو ربانی رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔

ان صفات و اعمال میں جن کا تذکرہ قرآن نے میں بار بار آتا ہے ایمان بھی ہے۔ لفظ ایمان اپنے عام معنوں میں اسلام کا مرادف ہے۔ اور زندگی کے تمام ربانی تصور و عمل کو شامل ہے لیکن عمل کے ساتھ ذکر کئے جانے پر ایمان سے مراد وہ قلبی اعمال ہیں جو ظاہری مشاہدہ میں نہیں آتے۔ لیکن ان کے اثرات مسلمانوں کی پوری زندگی پر پڑتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہاں ایمان سے مراد عقیدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ: سادہ معنوں میں تو عقیدہ چند حقائق کو دل کی گہرائی سے مان لینے کا نام ہے لیکن یہ حقائق کوئی مجرد احکام نہیں ہیں کہ ان کے اثرات زندگی پر مرتب نہ ہوں۔ عقیدہ انسان کی تمام نظری، حیاتی، نفسیاتی اور روحانی آمادگیوں اور فداکاریوں کا نام ہے۔ جب انسان تمام قلبی قوتوں کے ساتھ اپنی زندگی کو ربِّ دو جہاں کے حضور نذرانے کے طور پر پیش کر دیتا ہے تب وہ مومن اور عقیدے میں پختہ کار شمار ہوتا ہے۔

ربِّ پاک نے جن حقائق و تصورات کو تسلیم کرنے اور ماننے کا حکم دیا ہے، مومن انہیں فوراً تسلیم کر لیتا ہے۔ قرآن نے چند جملوں میں ان حقائق کی وضاحت کر دی ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرہ: ۲۸۵)

"رسول کے پاس جو کچھ ان کے رب کی جانب سے بھیجا گیا اس پر وہ ایمان لائے اور مؤمنین ایمان لائے۔ ہر ایک نے اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی۔ ہم پیغمبرانِ الٰہی میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔"

یُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (آلِ عمران ۱۱۴)

"وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نے ان حقائق میں ایک اضافی حقیقت کی تصریح فرمائی ہے۔ والقدر خیرہ وشرہ (یعنی اس پر ایمان لاؤ کہ بھلی بری تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے)"

ان آیتوں اور حدیث میں چھ حقائق کا بیان ہے انہیں پر بندۂ مومن ایمان لاتا ہے۔ یہ حقائق ہیں۔ اللہ پر ایمان لانا اور رسولوں، فرشتوں، کتابوں، یوم آخرت، قضا و قدر کے خیر و شر پر ایمان لانا۔

ان حقائق کو ماننے کی کئی سطحیں اور معیار ہیں لیکن ایک کامل مسلمان جس سطح پر ان کو تسلیم کرتا اور جن شرائط کے ساتھ ان کی تصدیق کرتا ہے۔ انہیں قرآن ہی کے الفاظ میں پڑھئے۔ یہی معیار یقین واذعان ہے جو اس معیار سے ہم آہنگ بندگان خدا کو رحمت و برکات کا سزاوار ٹھہراتا ہے۔

(۱) فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (البقرۃ ۲۵۶)

"جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ناقابلِ شکست مضبوط دستے کو تھام لیا، اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔"

وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَاَنَابُوْا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی فَبَشِّرْ عِبَادِ (الزمر ۱۷)

"جنہوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف پلٹے، ان کے لئے بشارت ہے، میرے بندوں کو بشارت دے دو۔"

(۲) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (الانعام: ۸۳)

"جو لوگ ایمان لے آئے اور اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی ان کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یاب ہیں"

(۳) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات: ۱۵)

"مومن وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد شک نہیں کیا اور راہِ خدا میں اپنی جان و مال سے جہاد کیا وہی سچے لوگ ہیں۔"

(۴) لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (المجادلۃ: ۲۲)

"کسی ایسی قوم کو نہ پاؤ گے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے پینگ بڑھائے خواہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی بند ہوں، وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور انہیں اپنی روح کی تائید عطا کی ہے۔"

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا

تَسْلِيمًا - (النساء - ۶۵)

"تیرے رب کی قسم وہ لوگ اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تجھے اپنے باہمی قضیوں کا فیصل نہ مان لیں اور پھر تیرے فیصلے سے تنگ دل نہ ہوں، اور کامل طور پر تسلیم نہ کرلیں"

هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ - (آل عمران : ۷-۸)

"وہی ذات ہے جس نے تم پر کتاب اتاری، کتاب میں محکم آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں۔ دوسرے کچھ متشابہ آیات ہیں۔ البتہ وہ لوگ جن کے دلوں میں کچھ کھوٹ ہے۔ وہ متشابہ آیتوں کی کرید کرتے ہیں تاکہ فتنہ بھڑکائیں اور ان کی تاویل تلاش کریں۔ حالانکہ ان کی تاویل صرف اللہ کو معلوم ہے اور علم میں رسوخ رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہمارا متشابہ آیتوں پر ایمان ہے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہیں اور تذکیر صرف اصحاب خرد کے لئے ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل کج نہ کر اور ہمیں اپنی جانب سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی عظیم داتا ہے" (باقی)

وی پی وصول کرنا جماعتی ذمہ داری ہے

مدت خریداری ختم ہونے پر رسالہ نہ زر تعاون نہ بھیجنے والے احباب کو وی پی بھیجا جا رہا ہے اسے وصول کرنا آپ کی جماعتی ذمہ داری ہے۔ نیز پرچے پر پانچ پیسے کا ٹکٹ ڈاکخانہ کے اصول کے مطابق ہے۔ زائد وصول کرنے والے ڈاکیوں کی شکایت متعلقہ پوسٹ ماسٹر سے کریں۔

(مینجر الاعتصام)

سیر و سوانح (قسط ۳ آخری) پروفیسر مولانا محمد مبارک کراچی

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی ؒ

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے متعلق عام تأثر یہ ہے کہ موصوف ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے تھے۔ جس کے متعلق مولانا سعید احمد اکبرآبادی تحریر کرتے ہیں :۔

" اصل یہ ہے کہ اب سے کم و بیش پینتالیس برس پہلے یعنی ۱۳۵۲ھ میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی ثم کراچی نے دارالتبلیغ دیوبند ضلع سہارن پور کی طرف سے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کا عربی نام "فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام" اور اردو نام " کیا ہندوستان دارالحرب ہے" تھا۔ مفتی صاحب اس رسالے کے تعارف میں لکھتے ہیں :۔

" ہندوستان کے دارالاسلام و دارالحرب ہونے کا مسئلہ ایک عرصہ سے زیر بحث چلا آتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آج قطب عالم جنید زمان ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فتویٰ شائع کیا جاتا ہے جو آپ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے متعلق بعض اہل علم تلامذہ کے سوال کے جواب میں مفصل و مکمل تحریر فرمایا ہے اور جس کی نقل حضرت ممدوح کے صاحبزادے حکیم مسعود احمد صاحبؒ نے احقر کو عطا فرمائی تھی اور حضرت کے اقارب و تلامذہ میں دوسرے متعدد حضرات کے پاس بھی اس کی نقلیں موجود ہیں۔"[۱]

مولانا سعید احمد اکبرآبادی دوسرے مقام پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں :۔

" اب آیئے اصل تحریر پر گفتگو کریں۔ جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے جزم و یقین کے ساتھ بیان کیا اور لکھا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ واقعی حضرت گنگوہی کی تحریر ہے تو قطع نظر اس بات کے اس تحریر پر حضرت گنگوہی کے دستخط نہیں ہیں اور یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مسودات میں مفتی صاحب کو اسی طرح ملی تھی جس طرح مولانا منت اللہ کو شاہ صاحب کے مسودات میں دستیاب ہوئی تھی۔ ایک بڑا اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ اس تحریر میں حضرت گنگوہی نے پوری قوت و صراحت کے ساتھ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا ہے لیکن اور فتویٰ جو مطبوعہ ہے اور جس پر آپ کے دستخط اور مہر بھی ہے وہ فتویٰ اول کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے سوال کیا " ہند دارالحرب ہے یا نہیں" اس کے جواب میں فرمایا۔

" ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔

غور کیجئے کہاں وہ جزم و یقین اور کہاں یہ تردد و تذبذب، اس مؤخر الذکر فتویٰ پر جو تاریخ کندہ ہے وہ ۱۳۰۱ ہجری ہے۔ پہلے فتویٰ پر نہ دستخط اور نہ تاریخ۔ لیکن قیاس کہتا ہے کہ یہ اگر واقعی حضرت گنگوہی کی تحریر

---

[۱] نفقۃ المصـــــــــر اور ہندوستان کی شرعی حیثیت ۔ ص ۲۲

ہے بھی تو فتویٰ ثانی پر یقیناً برسوں مقدم ہوگی۔ پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ۱۳۰۱ ہجری سے برسوں پہلے تو حضرت کو ہند کی کیفیت کا بخوبی اور واضح طور پر علم تھا اور اس بناء پر آپ نے ملک کو دارالحرب قرار دے دیا۔ لیکن اس واقعہ کے برسوں بعد آپ کو ہند کی کیفیت کی خوب تحقیق نہیں رہی۔ اور اس لئے اب ہند کو نہ دارالاسلام فرماتے ہیں اور نہ ہی دارالحرب۔ کیا کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس ترتیب کو باور کر سکتا ہے ؟

یہ تو درست ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی اس ترتیب کو تسلیم نہیں کرے گا۔ لیکن بعض نام نہاد محقق ایسے فتووں کو اپنے PHD کے مقالے کی زینت بناتے ہیں جس کی مثال ڈاکٹر معین الدین عقیل ہیں جنہوں نے "تحریک آزادی میں اردو کا حصہ" میں مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے زیر بحث فتوے کو زینت بخشی ہے۔

اگر مذکورہ افراد برطانوی سامراج کی حکومت کو مستحکم کرنے کے باوجود مجاہد ہیں تو مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے مسئلہ جہاد پر جو کچھ لکھا وہ مذکورہ فتووں سے کچھ زیادہ اور ان سے مختلف نہیں ہے تو پھر موصوف پر برطانوی سامراج کا وفادار ہونے کا الزام کیوں عائد کیا جاتا ہے۔ ؟

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا مصنف لکھتا ہے۔

"پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر ۱۹۰۶ء بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس وجود میں آئی جس کے سب سے فعال کارکن مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ اہل حدیث کانفرنس کی کاروائی کم و بیش مولوی محمد حسین بٹالوی ہی کے انداز پر رہی" [۲]

ہر صاحب علم جانتا ہے کہ ۱۹۰۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ جنہوں نے ۱۹۴۷ء میں ہند و پاک کو آزاد کرایا،

---

[۱] نقشۃ المصدور اور ہندوستان کی شرعی حیثیت ص ۳۴۔ ۳۵

[۲] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۲۶۸

یہ دونوں جماعتیں بھی انگریز کی وفادار تھیں۔ علاوہ ازیں خاص علمائے دیوبند کا بھی اس وقت کا کردار ملاحظہ فرما لیا جائے۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے وجود میں آنے کے مکمل تین سال بعد ۱۹۰۹ء میں جمعیۃ الانصار کے نام سے دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل طلباء کی جماعت قائم ہوئی۔

۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۱۱ء کو مرادآباد میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں مولانا عبیداللہ صاحب سندھی نے جمعیۃ الانصار کے اغراض و مقاصد کا اعلان کیا۔ ان میں ایک اعلان یہ بھی ہے۔

"ایسے چھوٹے چھوٹے رسائل بکثرت مفت شائع کرنا جن میں عقائد اسلام کی تعلیم، فرقہ آریہ کے جوابات اور وفاداری گورنمنٹ کی ہدایات ہوں۔" [۱]

دیکھا کہ ۱۹۰۶ء کے مکمل پانچ سال بعد بھی گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کی ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ۱۹۲۷ء میں جمعیۃ علمائے ہند کا اجلاس پشاور میں ہوا جس کی صدارت شیخ الہند کے تلمیذ ارشد مولانا انور شاہ کشمیری نے فرمائی۔ موصوف نے خطبہ صدارت فارسی زبان میں پڑھا جس کا بعض حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

"ملک ما اگر دارالامان ست و ما سکونت اندران داریم۔ باید کہ احکام ایں دار از کتب مذہب تلاش کنیم۔ استیعاب آں ایں وقت ممکن نیست۔ البتہ جملہ چند از معاہدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم با یہود مدینہ در ابتداء ہجرت از سیرت ابن ہشام نقل می کنم کہ نمونہ از نوعیت معاہدہ با غیر مسلم در غیر دار اسلام معلوم شود"

شاہ صاحب ہندوستان کو دارالعہد مانتے

---

[۱] تذکرہ شیخ الہند۔ ص ۱۷۲

تھے۔ اسی وجہ سے پشاور کے مذکورہ بالا اجلاس میں حکومت ہند سے محکمہ قضا کے قیام کا مطالبہ کیا گیا اور اس سلسلے میں جو تجویز منظور ہوئی تھی اس میں محکمہ سے متعلق یہ الفاظ بھی تھے "جس بحسب معاہدہ حکومت ہمارا شرعی حق ہے۔"[۱]

مولانا سعید احمد اکبر آبادی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:-

"اب رہی یہ بات کہ خود حضرت شاہ صاحب کا اس بارے میں خیال کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ہندوستان دارالحرب نہیں بلکہ دارالامان بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ فقہاء کی اصطلاح میں (جس پر بحث آگے آرہی ہے) دارالعہد تھا۔"[۲]

دارالعہد کے لئے ضروری ہے کہ فریقین میں معاہدہ ہو جس کی ذمہ داری ان مؤرخین پہ جو دیوبند کو تاریخ کا ہیرو ثابت کرنے میں اپنے قلم کا پورا زور خرچ کر دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اب وہ معاہدہ معاہدہ پیش کریں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۲۷ء تک بھی دیوبندی حضرات کے نزدیک ہندوستان، برطانوی سامراج کے تسلط کے باوجود، دارالامان تھا۔

مذکورہ بالا حالات میں اگر مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" لکھ کر شائع کر دی تو کونسا گناہ کیا۔ اہلحدیث پر الزام لگانے والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھیں۔

بعض مضمون نگار جب قادیانی جماعت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے ساتھ ہی جماعت اہل حدیث کا ذکر کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ قادیانی جماعت اور اہل حدیث کے درمیان ظاہری اختلاف ہے۔ حالانکہ یہ نظریہ ہی غلط ہے۔ کیونکہ مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے جہاں سرسید احمد خاں اور احناف کے خلاف لکھا ہے، وہاں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف بھی خوب لکھا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تحریری فتویٰ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر سب سے اوّل شیخ الکل، الشیخ حسین بن محسن الیمانی اور علامہ محمد بشیر سہسوانی نے دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری جو دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے وہ بھی اہل حدیث عالم حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے لئے کی تھی۔

الحمدللہ، اللہ تعالٰی کی توفیق سے اہل حدیث ہر باطل تحریک کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ حسب استطاعت و توفیقِ ربانی اس میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

۱۔ نقشۂ مسعود۔ اور ہندوستان کی شرعی حیثیت۔ ص ۳۴

۲۔ نقشۂ مسعود۔ اور ہندوستان کی شرعی حیثیت۔ ص ۳۳

تحقیق و تنقید

(قسط ۲۸)

مولانا صغیر احمد شاغف بہاری

محمدی صراطِ مستقیم بجوابِ دیوبندی صراطِ مستقیم

حنفی سوال نہم: نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ:

یہاں چند امور قابلِ غور ہیں۔ اول نمازِ جنازہ کو نماز کہنا مجاز ہے۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ اپنی اصل کے اعتبار سے یہ نماز نہیں۔ ایک مخصوص طریقے سے دعاء و استغفار ہے۔ چنانچہ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: "نمازِ جنازہ سے مقصود میت کے لئے دعاء کرنا ہے اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازے کی دعائیں اس کثرت کے ساتھ نقل کی گئی ہیں کہ فاتحہ یا درود شریف کا پڑھنا اس طرح نقل نہیں کیا گیا۔" (زاد المعاد، ص ۱۴۱ - ج ۱)۔

اہلحدیث جب علماء احناف بالکل ہی مجبور و عاجز ہو جاتے ہیں تو اس وقت فلسفہ بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ احادیث نبویہ آثارِ صحابہ اور تعاملِ اُمت سے تو آج تک نمازِ جنازہ کو نماز ہی سے تعبیر کرنا ثابت ہے۔ البتہ فقہاء عراق اگر اسے نماز تسلیم نہ کریں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ خود ابن القیمؒ کی عبارت سے بھی نمازِ جنازہ ہی ثابت ہوتا ہے۔

رہی بات مقصود کی تو اس سے کس کو انکار ہے اور اس کا ذکر تو احادیث میں خود موجود ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے فلسفہ کی ضرورت نہیں، احادیث نبویہؐ کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ ابن القیمؒ کی عبارت سے آپ نے دھوکا دینے کی کوشش ضرور کی ہے۔ ابن القیمؒ تو درود و فاتحہ دونوں کا پڑھنا تسلیم کرتے ہیں۔ صرف فرق بتلاتے ہیں کہ جس کثرت سے دعاؤں کے راوی ہیں دوسرے کے نہیں، اس سے انکار اور نفی کیسے لازم آئے گی

حنفی دوم: چونکہ نمازِ جنازہ دعا ہے اور دعاء کے آداب میں سے ہے کہ پہلے ثناء، اور پھر درود پڑھا جائے اس لئے نمازِ جنازہ میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے۔ پھر میت کے لئے دعاء ہوتی ہے۔ (ص ۱۹۱)

اہلحدیث یہ تو آپ کے گھر کا بنایا ہوا فلسفہ ہے۔ ورنہ نمازِ جنازہ ایک مستقل نماز ہے۔ اس کے آداب و شرائط وہی ہیں جو دوسری نمازوں کے آداب و شرائط ہیں۔ بس فرق اتنا ہے کہ اس میں رکوع و سجود اور قعدہ وغیرہ نہیں ہے۔

حنفی سوم: کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: "اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے نمازِ جنازہ میں قراءت فاتحہ کا حکم فرمایا مگر اس کی سند صحیح نہیں" (ص ۱۹۱)

اہلحدیث یہ بھی مقلدانہ حیلہ ہے کہ جب کسی حدیث سے امر ثابت ہو تو فعل کا مطالبہ کیا جائے جیسے ایک رکعت وتر کے لئے آپ نے کیا ہے، اور جب فعل سے ثبوت ہو تو امر کا مطالبہ کیا جائے جیسے آپ نے رفع یدین کے باب میں اور یہاں کیا ہے۔

لیکن ایک متبع کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل یا قول یا تقریر کسی سے

بھی ثابت ہو جائے اس پر وہ عمل کرے۔

ویسے ابن القیمؒ وغیرہ کے اقوال سے اگر آپ ہم پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ نے صفحہ پر زاد المعاد سے جو عبارت نقل کی ہے وہاں پھر سے مراجعت کیجئے۔ ابن القیم قراءۃ فاتحہ کو سُنّت تسلیم کرتے ہیں۔

رہی بات امر کی کہ جتنی احادیث قراءۃ فاتحہ فی الصلاۃ کے لئے وارد ہیں وہ سب اپنے عموم کے لحاظ سے نماز جنازہ کو بھی شامل ہیں اور یہ صرف قیاس ہی نہیں بلکہ عبداللہ بن عباسؓ نے اسے سُنّت فرمایا اور صحابی کا کسی امر کے بارے میں یہ کہنا کہ سُنّت ہے یہ مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ یہ حدیث جب قراءۃ فاتحہ فی الصلاۃ کی روایتوں سے ضم کی جائے گی تو فعل وحکم دونوں ثابت ہو جائے گا۔ ویسے تو ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک صحابی نے ہمیں بتلا دیا کہ یہ سنّت ہے بس اس سے زیادہ مطالبہ کا حق نہیں۔

حنفی | چہارم: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی سب سے صحیح حدیث وہ ہے جسے امام بخاریؒ نے "باب قراءۃ الفاتحۃ علی الجنازۃ" میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ "آپ نے نماز جنازہ میں بلند آواز سے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ سنّت ہے" اس میں ہو سکتا ہے کہ ابن عباس نے جہر کو "سنّت" کہا ہو۔ حالانکہ جہر سُنّت نہیں۔ اور اگر مراد سنّت سے سُورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فاتحہ کا بہ نیت ثناء پڑھنا جائز ہے اور یہ بعینہٖ حنفیہ کا مذہب ہے۔ علاوہ ازیں ابن عباسؓ نے سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورت بھی پڑھی حالانکہ نماز جنازہ میں فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھنے کا کوئی بھی قائل نہیں" (ملخصًا ص ۱۹۲)

اہلحدیث | معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس مسئلے میں اہلحدیث مذہب کی پوری خبر نہیں ہے۔ جناب اہلحدیث نماز جنازہ میں سورت فاتحہ کے ساتھ ایک سورت اور پڑھتے ہیں۔ کسی وقت کسی اہل حدیث عالم کے پاس جاکر معلومات حاصل کر لیجئے اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ میں بھی یہ بحث موجود ہے وہاں بھی غور وفکر سے مطالعہ کر لیجئے۔

پھر جو آپ نے دو استحالے پیش کئے ہیں وہ اس سُنّت سے جان چھڑانے کا حیلہ ہے۔ جب روایتوں میں صاف واضح ہے کہ سُورہ فاتحہ جہر سے پڑھی اور پوچھنے پر بتلایا کہ اس لئے جہر سے پڑھی کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اس کا پڑھنا سُنّت ہے۔ اب دوسرا حیلہ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور سے پڑھنے کی عادت نہ تھی۔ جناب صحابہ کرامؓ بسا اوقات اس قسم کے مجمع میں بعض سُنّتوں کا اظہار کرتے تھے کہ جن کو معلوم نہ ہو ان کو بھی معلوم ہو جائے اسی قبیل سے حضرت عمرؓ کا نماز میں ثناء زور سے پڑھنے کا ذکر مسلم شریف وغیرہ میں ہے اس سے یہ استنباط کرنا کہ عام طور سے ثناء پڑھنے کا رواج ختم ہو چکا تھا جہالت ہی ہوگا۔

پس ایک اُمّتی کے لئے یہ استحالے زیب نہیں دیتے۔ حنفیہ سورۃ فاتحہ اگر دُعاء کے طور پر پڑھتے ہیں تو اس سے سُنّت کیسے ادا ہوگی بلکہ یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اجتہاد بھی نص کے مقابلے میں ہے یعنی اپنے اجتہاد سے تو نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا جواز نکال لیا ہے لیکن حدیث رسولؐ سمجھ کر پڑھنا غلط ہے۔ چہ خوب؟

حنفی | پنجم۔ یہ غلط ہے کہ حنفیہ سورۃ فاتحہ کے قائل نہیں، ان کا موقف یہ ہے کہ چونکہ بعض صحابہ سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے بعض نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ فرض وواجب نہیں، البتہ حمد وثناء کے طور پر پڑھ لینا بھی درست ہے (اس کے بعد بعض اقوال نقل کئے گئے ہیں، جن میں ایک حضرت ابوہریرہؓ کی طرف بھی منسوب ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ میں جنازے

میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں ۔ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھتا ہوں پھر یہ دعاء . . . . پڑھتا ہوں)
(ص۱۹۳ ۔ ص۱۹۴)

اہلحدیث | احناف سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں یا نہیں یہ تو آپ ہی جانیں مگر جس طرح آپ فرما رہے ہیں اسی طرح پڑھتے بھی ہوں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ۔ انما الاعمال بالنیات یہاں تو سنت سمجھ کر پڑھنا چاہیئے ۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے استنباط صحیح نہیں کیونکہ اس قسم کی بہت ساری روایتیں ہیں جن میں بعض چیزوں کا ذکر ہے اور بعض کا نہیں لہٰذا اس باب کی تمام صحیح احادیث کو اکٹھا کرکے پھر اس پر عمل ضروری ہے ۔ آپ حضرات تو اپنا مسلک ثابت کرنے کے لئے ضعیف مرسل قیاس تک کو احادیث کے ساتھ ملا لیتے ہیں اور یہاں صحیح احادیث کو ضم کرنے کو تیار نہیں اس لیے کہ مسلک کے خلاف ہے یہ نری عصبیت ہی ہے ۔

ابن القاسم ہوں یا ابن وہب کسی کا قول صحیح ثابت بھی ہو جائے تو بھی ہمارے لئے احادیث نبویہ کو چھوڑ کر اس طرف جانا روا نہیں ۔ اور نہ ہم پر حجت ہے ۔

حنفی | ششم: "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب" سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے ضروری ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیوں کہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز ہی نہیں، دعاء و استغفار ہے ۔ پھر احادیث میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ مزید سورت پڑھنے کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جس کا نماز جنازہ میں کوئی قائل نہیں ۔ خلاصہ یہ کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ احادیث سے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھی ثابت ہے ۔ مگر حمد و ثناء کے طور پر ہے، قراءت کے طور پر نہیں ۔ اور اس کے ہم بھی قائل ہیں ۔" (ص۱۹۵)

اہلحدیث | جب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز سے تعبیر فرما دیا تو پھر کسی غیر کو یہ حق نہیں کہ اسے نماز سے خارج کر دے ۔ لہٰذا یہ حدیث اپنے عموم کے ساتھ جب کہ ابن عباسؓ کی روایت اس کی صراحت بھی کر رہی ہے ۔ نماز جنازہ کو بھی شامل ہے ۔

جب احادیث نبویہ میں دعاء کے طور پر پڑھنے کا ذکر ہی نہیں تو پھر اس طرح اس کا مطلب بیان کرنا ہی انکار ہے ۔ اور جب کوئی شخص احادیث نبویہ کی پیروی میں نہیں بلکہ کسی امتی کے بنائے ہوئے قاعدے کے مطابق نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھ بھی لے اس کے باوجود بھی وہ منکرین ہی کے زمرے میں شامل ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ منکرین کو اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھنے اور پھر اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔

حنفی | "مسئلہ تکبیرات عیدین" یہاں چند امور قابل ذکر ہیں ۔ اول امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک عیدین میں بارہ تکبیریں ہیں ۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ اور دونوں میں قراءت سے پہلے ۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریمہ سمیت ہیں اور دوسرے حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ سے زائد ۔ امام ابوحنیفہؒ، امام ثوریؒ اور صاحبین کے نزدیک دونوں رکعتوں میں تین تین تکبیریں زائد ہیں ۔ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد" (ص۱۹۵)

اہلحدیث | آپ نے خود اقرار کر لیا کہ ائمہ اربعہ میں سے تین کے نزدیک بارہ تکبیریں ہیں اور سب کے نزدیک قبل قراءت ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود احناف صرف امام ابوحنیفہؒ کے قول پر عمل پیرا ہیں گویا ائمہ ثلاثہ کے اتفاق کی کوئی قدر و قیمت ان کے دل میں نہیں ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس مسئلے میں تو ائمہ ثلاثہ سے قبل خلفائے راشدین، تابعین اور اہل حرمین فقہاء سبعہ، خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سب ہی کا اتفاق ہے گویا یہ اجماعی مسئلہ ہے یا بقول آنجناب کالاجماع

تو ضرور ہے پھر اس کا انکار کرنے والا کیسا ہے ؟

جناب چند صفحے پہلے آپ وتر و تراویح کے مسئلہ میں خواہ مخواہ اہلحدیثوں پر انکار اجماع کا الزام لگا رہے تھے۔ لیکن یہاں تو آپ خود بخود اپنے ہی بُنے ہوئے جال میں پھنس گئے۔

حنفی دوم : بارہ تکبیرات کی احادیث متعدد صحابہؓ سے مروی ہیں، لیکن محدثین کی رائے یہ ہے کہ اس مسئلے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت بھی صحت کے ساتھ ثابت نہیں (اس کے بعد دو روایتیں نقل کرکے ان کی تضعیف کی ہے) (ص ۱۹۵-۱۹۶)

اہلحدیث جب اپنا مسلک بیان کرنا ہو تو پھر ہر قسم کی روایتیں قابلِ قبول، لیکن دوسروں کی صحیح روایتیں بھی قابلِ قبول نہیں۔ یہ بھی عجیب انصاف ہے۔ بہرحال اہلحدیثوں نے اس مسئلے میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی روایت کو اصل قرار دیا ہے اور اس کی تقویت کے لئے دوسری روایتیں، جن میں ضعیف بھی ہیں، نقل کی ہیں، ضعیف روایت کو بنیاد نہیں بنایا ہے پھر اس روایت کے ساتھ آثارِ صحابہ اور تعاملِ صحابہ و تابعین کو بھی سامنے رکھا ہے۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی روایت سنن ابی داؤد و ابن ماجہ مسند امام احمد وغیرہ میں مروی ہے اور اس روایت کو امام احمد، علی بن مدینی۔ امام بخاری، حافظ عراقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔ اگر مزید معلومات چاہیں تو مرعاۃ المفاتیح، تحفۃ الاحوذی اور القول السدید وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

ترمذی کی روایت پر جو نقد آپ نے پیش کیا ہے۔ اس سے علماء اہلحدیث خوب واقف ہیں اسی لئے انہوں نے اس روایت کو اپنے مسلک کی بنیاد قرار نہیں دیا ہے۔ رہی بات شواہد کی تو جب امام مسلم جامع صحیح میں متکلم فیہ راویوں کو بطور شواہد و متابع ذکر کر سکتے ہیں تو کسی اہلحدیث عالم نے ترمذی کی روایت کو بطور شاہد نقل کر دیا تو یہ کونسا جرم واقع ہو گیا۔ اہلحدیث تو اس کو بنیاد بناتے ہی نہیں۔ جیسا کہ آپ حضرات متکلم فیہ روایتوں کو بنیاد بناتے ہیں اور پھر اس کے لئے متابع بھی ویسے ہی لاتے ہیں۔

ترمذی نے جو اس حدیث کو حسن کہہ دیا اور بعض حضرات ناراض ہو گئے وہ دراصل عدم واقفیت کی بنا پر ہے۔ ترمذی نے دوسری روایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے اس پر ترمذی کا کلام شاہد ہے کیونکہ حدیث نقل کرنے کے بعد ہی ترمذی حسبِ عادت فرماتے ہیں وفی الباب عن عائشۃ وابن عمر وعبداللہ بن عمرو۔ یعنی اس باب میں حضرت عائشہؓ، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو سے بھی روایتیں مذکور ہیں۔ اب ان ساری روایتوں کو ضم کر لیا جائے تو یہ حدیث بھی حسن کہلائے گی۔

لہٰذا جن لوگوں نے ترمذی پر اعتراض کیا ہے ان کا اعتراض قابلِ التفات نہیں۔ پھر ترمذی نے "احسن شیئ روی فی ھذا الباب" یعنی اس باب میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان سب میں یہ زیادہ صحیح ہے" جو فرمایا اس کو بھی اگر صحیح سمجھ لیا جائے تو اعتراض کا موقع باقی نہیں رہتا جناب ترمذی کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تکبیرات عیدین کے باب میں جو مختلف اعداد کو بیان کرنے والی روایتیں آئی ہیں ان سب میں سات اور پانچ عدد بیان کرنے والی روایت جو ہے وہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (باقی)

مولوی رحمت اللہ ساجد متعلم دار الحدیث رحمانیہ کراچی

یہ مضمون ایک طالب علم کی کاوش ہے، جسے کافی اصلاح اور حک و اضافے کے بعد عزیز موصوف کی حوصلہ افزائی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ تاہم آئندہ کے لئے گزارش ہے کہ عزیز موصوف ابھی مضمون نگاری کے قابل نہیں ہیں، اس راہ میں ابھی بہت زیادہ محنت، ریاضت اور مطالعے کی ضرورت ہے۔
اسی طرح احادیث کا پورا حوالہ بھی ضروری ہے۔ اس مضمون میں زبان زد مقولوں کو احادیث نبوت بنا کر پیش کیا گیا تھا جنہیں حذف کر دیا گیا ہے یا انہیں مقولے کے طور پر درج کیا گیا ہے (ادارہ)

قال اللہ تعالیٰ: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (آپؐ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں؟ بے شک نصیحت تو اصحابِ دانش ہی حاصل کرتے ہیں)

آیت میں لفظ "ھل" استفہامیہ انکاریہ ہے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ صاحبِ علم اور نہ جاننے والے برابر ہو سکیں۔ اور یہ بات کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں کہ عالم اور جاہل میں فرق ہوتا ہے اور یہ کہ عالم کا مقابلہ جاہل نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد احادیثِ رسولؐ کثیر تعداد میں موجود ہیں جو اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ عالم اور جاہل کا ایک صف میں کھڑا ہونا ناممکن ہے۔ جیسے کتبِ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا گیا ہے۔

فرمایا: العلماء ورثة الانبیاء[1] (علماء انبیاء کے وارث ہیں)۔ یہاں میراث سے مراد میراثِ مال نہیں ہے بلکہ وراثتِ علم ہے۔ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے عام آدمیوں سے زیادہ علم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ ترین بندے ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی موسیٰ علیہ السلام کو باوجود اس کے کہ وہ علمِ نبوت سے مالا مال تھے مزید علم کے حصول کے لئے سفر کرنے کا حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم ایک ایسی قیمتی چیز ہے جس کے حصول کی خاطر اللہ رب العزت نے اپنے نبیوں کو بھی گھر سے نکلنے کا حکم دیا ہے۔ اور سفر عموماً اسی چیز کی طرف کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ اہم اور زیادہ فوائد کی حامل ہو۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں فضیلتِ علم کے بارے میں بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ربِّ ذوالجلال کا ارشادِ گرامی ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔
(رکوع ۴۔ سورۃ البقرۃ)

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے

[1] سندہ ضعیف۔ ضعفہ جمع وقال ابن حجر له طرق و شواهد يعرف بها ان للحديث اصلاً (ص۔ ی)

ناموں کا علم دے کر فرشتوں پر پیش کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اگر تم آدم سے زیادہ جانتے ہو اور تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم ان چیزوں کے بارے میں مجھے خبر دو۔"

یعنی آدم ؑ کو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں پر فضیلت اسی وجہ سے دی کہ آدم علیہ السلام کے پاس ملائکہ کی نسبت اللہ کا عطا کردہ علم زیادہ تھا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات بھی اس سلسلے میں مشعلِ راہ ہیں۔ آپ نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم۔ (الحدیث)

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے) کیونکہ علم حاصل کئے بغیر خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل کرنا بھی مشکل ہے۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ علم کونسا حاصل کرنا چاہیئے؟

انسان کو وہی علم حاصل کرنا چاہیئے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کرائے۔ نیز یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ علم بغیر کوشش کئے، تکلیف اٹھائے اور اپنے سکون کو ترک کئے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آسان سی بات ہے کہ جب علم سے کم درجہ کی دولت بغیر محنت اور مشقت کے حاصل نہیں ہو سکتی تو علم جیسی عظیم دولت بغیر محنت اور مشقت کے کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ علم کے حصول کے لئے علماء سلف نے دُور دراز کے سفر کئے اور اپنے سفروں میں مختلف تکالیف کا سامنا کیا۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کے لئے بہت سے سفر کئے۔ حتیٰ کہ سفر کے دوران آپ کو گھاس وغیرہ کھا کر گذارہ کرنا پڑا۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث پڑھا رہے تھے اچانک باہر سے آواز سنائی دی کہ ہاتھی آگیا۔ لوگ بڑے شوق سے ہاتھی کو دیکھنے آرہے تھے۔ امام صاحب کے پاس جو لوگ تھے وہ بھی اٹھ بھاگے مگر یحییٰ بن یحییٰ اندلسی امام صاحب کے پاس بیٹھے رہے۔ امام صاحب نے فرمایا۔ اے یحییٰ تم بھی ہاتھی دیکھ لو۔ کیونکہ ہاتھی اندلس بھی نہیں ہوتا۔ تو یحییٰ نے امام صاحب کو جواب دیا کہ میں اندلس سے پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں آیا (تاریخ مشاہیر ص۲۶)

(۳) حسن بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نمازِ عشاء کے بعد مسجد کے دروازہ تک آیا۔ وہاں ایک حدیث کا ذکر آگیا۔ ابن مبارک نے مجھے اس حدیث کے بارے میں معلومات فراہم کرنا شروع کر دیں۔ ہم اسی جگہ کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ اذانِ فجر ہو گئی۔ ہم حدیث کی بحث میں اتنے مشغول تھے کہ ہمیں رات کے گزر جانے کی خبر تک نہ ہوئی (کتاب وفیات الاعیان)

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ تحصیل علم کے لئے اتنا سفر کرتے کہ اکثر نڈھال ہو جاتے۔ آپ کے پاؤں سُوج جاتے تو آپ ان پر کپڑا باندھ کر اپنا سفر جاری رکھتے۔ نقہاء کا قول ہے کہ جب بے علم دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کا نام بھی اس کے ساتھ مٹ جاتا ہے۔ اور جب ایک عالم رخصت ہوتا ہے تو اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے۔

علم اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور اولادِ آدم پر بہت بڑا احسان ہے کیونکہ جب ایک جاہل کو علم مل جائے تو وہ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے۔ اور گمراہی سے نکل کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ خدا تعالےٰ کے بہت بڑے احسان کا مورد ٹھہرایا جاتا ہے۔ علم ایک ایسی روشنی ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اس کے حصول کے لئے شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا سفر انسان کے لئے عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

چوں شمع از پئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

(علم حاصل کرنے کے لئے شمع کی طرح پگھلنا چاہئے کیونکہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا)

آج کل علم حدیث سیکھنے اور سکھانے والوں کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ دیکھنا ہو تو کسی قریبی دینی جامعہ یا دینی مدرسہ میں داخلہ لے کر دیکھئے۔ آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اہل دنیا دین سیکھنے اور سکھانے والوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ گروہ ہے جو قرآن کریم کے اس حکم کا مصداق ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ۔ (التوبة)

(ایسے گروہ کیوں نہیں ہوتے کہ وہ گھروں سے نکل کر دین میں فقاہت حاصل کریں اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو ان کو ڈرائیں) اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ کی مراد بھی یہی طلباء ہیں جو مختلف مدارس میں جاکر علم حاصل کرتے ہیں اور پھر اس قوم کو اپنی تقاریر اور وعظوں کے ذریعہ خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں تو ہم اس آیت کو اس امر کے ثبوت کے لئے پیش کر سکتے ہیں کہ آج دنیا کی بہترین جماعت یہی طلباء ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں جب کہ دنیا تہذیب فرنگی کی ظلمت میں کھو چکی ہے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے طلباء اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اپنے اس مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے طالب علموں کو بھی چاہئے کہ وہ محنت، لگن اور دین کی خدمت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کریں۔ اگر طالب علم اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کریں تو اس دور میں بھی اپنے اسلاف جیسے محدث اور عالم دین بن سکتے ہیں۔ اور ان جیسی فقاہت کو پہنچ سکتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں عورتوں کا ایک خاص رہن سہن ہے علم کو علم سکھانے میں اہم کردار رہا ہے۔ ایک مشہور عالم جو قاضی زادہ کے نام سے مشہور ہے جب ان کے والد محترم وفات پا گئے تو انہوں نے حصول علم کے لئے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے ارادہ کو اپنے تک ہی محدود رکھا اس لئے کہ کوئی سفر پر جانے سے روک نہ دے۔ آپ کی بہن کو آپ کے ارادہ کی خبر ہو گئی۔ اس نے اپنے قیمتی زیور آپ کی کتابوں میں رکھ دیئے تاکہ سفر کے دوران اگر زادِ راہ ختم ہو جائے تو میرے بھائی کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ پرانے زمانہ کی عورتیں ہر لحاظ سے علم حاصل کرنے والوں سے تعاون کرتی تھیں۔ (کتاب تعلیقات سنیہ ص۹)

مشہور مقولہ ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ۔ کہ "علم کو گہوارے سے لے کر قبر تک حاصل کرو"۔ اسی قول کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑھاپے میں بھی قلم دوات ساتھ رکھتے تھے۔ کسی نے سوال کیا، امام صاحب یہ قلم دوات کب تک آپ اپنے ساتھ رکھیں گے۔ فرمایا جب تک میں مر نہیں جاتا اس وقت تک یہ قلم دوات میرے ساتھ رہے گی (کتاب تلبیس ابلیس ص۲۵۱)

بہرحال علم کو ابتداء سے انتہاء تک حاصل کرنا چاہیئے اور بچپن سے بڑھاپے تک حصولِ علم کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے اور علم حاصل کرنے کے لئے جب تک مصائب کا سامنا نہ کیا جائے اس وقت تک اس کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ علماء کا قول ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے اپنی ذات کو بھول جاؤ۔

تبصرۂ کتب

(علیم ناصری)

رحمت عالمؐ کی شان جہاں بانی

مصنفؒ : طالب ہاشمی

ضخامت : چھوٹا سائز پچاس صفحات

قیمت : بطور صدقہ جاریہ ایک روپیہ پچاس پیسہ

ناشر : صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا چوک لسبیلہ نشتر روڈ کراچی ۵

صدیقی ٹرسٹ کراچی ایک تبلیغی اور اصلاحی ادارہ ہے جس نے اسلام کی تبلیغ کے لیے چھوٹے چھوٹے رسائل اور کتابیں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ زیر نظر کتاب کا سلسلہ ۲۳۵ ہے۔ ٹرسٹ کی کتابوں کے موضوع تاریخ اسلام کے اہم واقعات۔ عقائد و اعمال کے اہم مسائل اور تعلیم و تعلم کے بصائر و نظائر ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں کو عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرنا۔ ان کے اعمال و اخلاق کی اصلاح کی کوشش کرنا۔ دین و ملت کی عظمت کو بلند کرنا اور الحاد و بے دینی کی بیخ کنی کرنا ہے بلاشبہ یہ ایک نہایت وقیع اور بامقصد خدمت ہے۔ جس پر صدیقی ٹرسٹ ہماری دعاؤں کا مستحق اور تحسین کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو بارور کرے۔

زیر نظر کتاب طالب ہاشمی صاحب کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے رسول اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شان جہاں بانی کی ہمہ پہلو عظمت پر قلم اٹھایا ہے۔ طالب ہاشمی صاحب دور حاضر میں سیرت و سوانح پر ایک اتھارٹی کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ تاریخ اسلام پر ان کی نظر کا یہ عالم ہے کہ اس کے جزئیات، یہاں تک کہ اس کے وہ گوشے بھی ان کے سامنے بے نقاب ہیں جو سیرت نگاروں اور مورخوں کی نظر سے اوجھل رہ گئے ہیں۔

سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دیگر زبانوں سے قطع نظر اردو زبان میں اتنی تعداد میں اور اتنی ضخیم کتب تصنیف کی جا چکی ہیں کہ عام قاری ان کی فہرست بنانے سے بھی قاصر ہے چہ جائیکہ وہ ان کا مطالعہ بھی کرے۔ طالب صاحب نے زیر نظر کتاب میں سیرت کی اکثر کتب سے آں حضورؐ کی سیرت کا صرف ایک پہلو سامنے رکھا ہے اور وہ ہے آپ کی "شان جہاں بانی" اس میں انہوں نے سیرت و تاریخ کی کتب کے علاوہ آثار و حدیث سے بھی مطلوبہ معلومات حاصل کی ہیں اور لطف یہ کہ اس بحر زخار کو اس کوزے میں اس طرح بند کیا ہے کہ اسے کوزے سے نکالئے تو پھر بحر زخار بن جائے.... اللہ اکبر!! تھوڑے سے وقت میں اس موضوع پر سیرت کے اس اہم حصے پر مکمل معلومات حاصل کرنے کے لئے یہ کتاب بے مثال ہے جو ناشر سے مذکورہ ہدیہ بھیج کر منگوائی جا سکتی ہے۔ صدیقی ٹرسٹ سے مالی تعاون کرنا اور ان کتب کی اشاعت میں ان کا ہاتھ بٹانا بھی ایک ملی اور دینی خدمت ہے۔

اطلاعات و اعلانات

ضروری اعلان

وفاق المدارس السلفیہ (اہل حدیث) پاکستان کے ایک اجلاس منعقدہ ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء میں طے پایا کہ :- (۱) اس سال وفاق کے تحت سالانہ امتحان شوال المکرم (جولائی) میں منعقد ہوگا۔ (۲) فارم داخلہ ۲۵ رجب الرجب سے ۵ اشعبان المعظم تک وصول کئے جائیں گے۔ جملہ مدارس کے منتظمین مطلوبہ فارم ۱۰ رجب کے بعد دفتر سے طلب فرمائیں (۳) پنجاب۔ سرحد اور آزاد کشمیر وغیرہ علاقوں کے لئے جامعہ سلفیہ فیصل آباد، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے لئے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی اور اسکردو بلتستان وغیرہ کے لئے دارالعلوم غواڑی اسکردو بلتستان مراکز امتحان ہوں گے۔ مفصل ڈیٹ شیٹ کا اعلان شعبان میں کیا جائے گا۔ انشاء اللہ (محمد حسن سعید ناظم وفاق المدارس السلفیہ (اہلحدیث) پاکستان ۱۰۶ راوی روڈ۔ لاہور)

مقابلہ مضمون نویسی

جمعیت طلبہ اہل حدیث دارالحدیث المحمدیہ جلالپور پیر والا کے زیر اہتمام "اعجاز القرآن" کے موضوع پر ایک تحریری مقابلہ منعقد کیا جا رہا ہے۔ عربی مدارس، سکول، کالج اور یونیورسٹی تک کے طلبہ وطالبات شرکت کر سکتے ہیں۔ اول۔ دوم۔ سوم آنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے۔ مقابلہ میں شرکت کرنے والے اپنے ادارہ کے انچارج کے تعارفی خط کے ہمراہ اپنے مضامین ۲۰ فروری ۱۹۸۲ء تک ارسال فرمائیں۔ مضمون فل سکیپ سائز کے ۳ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

(عبدالرحمٰن خاں شاہین ناظم اعلیٰ)

انجمن اہل حدیث مجاہد آباد کراچی

ہمارے مقاصد توحید و سنت کی ترویج اور شرک و بدعت کی تردید ہے، مخالفین کے اعتراضات کا جواب شائع کرتے ہیں۔ مسلک اہل حدیث کی حمایت میں اور تبلیغ اسلام کے لئے تبلیغی اجتماعات منعقد کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اپنی تمام کوشش صرف کرتے ہیں۔ اگر آپ ہم سے متفق ہیں تو ہم سے تعاون فرمائیں۔ ہمارے پمفلٹ دو روپیہ ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں (محمد ارشد زاہد وزیر آبادی نائب ناظم مرکزی انجمن اہل حدیث ۵۶۰۔ گلی ۱۳ مجاہد کالونی نیشنل سٹیڈیم روڈ، کراچی ۱۳)

جمعیت طلبہ اہلحدیث پاکستان کی پریس کانفرنس

جمعیت طلبہ اہل حدیث پاکستان کے مرکزی صدر محمد خان نجیب اور ان کے معاون طالب علم رہنماؤں نے ایک پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبات کئے ہیں :- ملک میں عریانی اور فحاشی کے خاتمہ کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں، وی۔ سی۔ آر پر مکمل پابندی اور عورتوں کے لئے لازمی پردہ کا آرڈی ننس جاری کیا جائے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی نظام اور قوانین فی الفور رائج کئے جائیں۔ شناختی کارڈ پر خواتین کی تصاویر لگانے کا فیصلہ فوراً واپس لیا جائے۔ مخلوط تعلیم ختم کر کے خواتین یونیورسٹی کا قیام جلد عمل میں لایا جائے۔ نصاب تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ تعلیمی اداروں میں ہر کلاس میں ایک پارہ قرآن حفظ کرایا جائے۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یا دیگر اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے والے طلبہ پر کم از کم نصف قرآن پاک زبانی بمعہ ترجمہ لازمی قرار دیا جائے۔ کالجوں میں این۔ سی۔ سی کی تربیت تمام طلبہ پر لازمی قرار دی جائے۔ قومی زبان اُردو کو سرکاری دفاتر میں فوراً رائج کیا جائے اور دینی مدارس کے طلبہ کو قانون کے تحت پرائیویٹ ٹرانسپورٹ میں سفر کی سہولت دینے کی ہدایت کی جائے۔

(عبداللطیف انور سیکرٹری اطلاعات جمعیت طلبہ اہلحدیث پاکستان ۴۳ نشتر روڈ۔ لاہور)

اخبار البنات

(۱) ۲۰ فروری ۱۹۸۴ء کو مدرسہ سلفیہ للبنات فیصل آباد کے گیارہویں درس نظامی کے کورس کے اختتام پر ایک پُروقار تقریب میں مدرسہ ہذا کی پرنسپل بیگم امت الرشید صاحبہ بخاری شریف کی آخری حدیث پر محققانہ اور عالمانہ خطاب فرمائیں گی۔

(۲) مدرسہ ہذا کا سہ ماہی مجلہ "البنات" ماہِ رواں میں شائع ہو رہا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں (عبدالولی زاہد۔ نگران شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ سلفیہ للبنات ربانی منزل فیصل آباد)

اخبار الوفیات (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۱) مولانا عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ دار القرآن والحدیث حافظ آباد ۳۰ جنوری کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ مرحوم نہایت متدین، متواضع اور متقی تھے۔ مسجد اور مدرسہ کا سارا کام بلا معاوضہ انجام دیتے تھے (محمد یحییٰ گوندلوی)

(۲) رحمانیہ مسجد اہل حدیث محلہ حسن آباد فیصل آباد کے متولی صوفی محمد حسین صاحب ۳۰ جنوری کو وفات پاگئے۔ آپ مسجد کے مخلص خادم تھے (محمد ادریس)

(۳) ماہنامہ فانوس لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب قدیر شیدائی کی ہمشیرہ محترمہ یکم فروری کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ نہایت پارسا، نیک نہاد اور غیرت مند خاتون تھیں۔

(۴) مولانا جان محمد اختر راوڈ امیر جماعت غربا اہلحدیث لیاقت پور کی اہلیہ محترمہ ۲۲ جنوری کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ نہایت متقیہ، عابدہ، زاہدہ، متواضع اور متبع سنت خاتون تھیں۔ مولانا اختر صاحب نے ان کی نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست کی ہے۔

ادارہ الاعتصام تمام مرحومین کے غم میں شریک ہے۔ اور قارئین سے مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

جمعیتوں کے انتخاب

(۱) جمعیت اہلحدیث مین بازار ع۲ غازی آباد لاہور

(۱) امیر، جناب محمد شفیع صاحب (۲) نائب امیر و آڈیٹر جنرل: جناب محمد نذیر صاحب (۳) ناظم اعلیٰ: جناب محمد عبداللہ صاحب (۴) نائب ناظم: جناب محمد یونس صاحب (۵) ناظم نشر و اشاعت۔ جناب خالد محمود صاحب (۶) خازن: مولوی ہدایت اللہ صاحب

(۲) تنظیم شبان اہلحدیث نیکا پورہ سیالکوٹ

(۱) صدر: شیخ محمد رفیق صاحب (۲) نائب صدر: شیخ محمد اکرم الماس صاحب (۳) ناظم اعلیٰ: حافظ محمد رفیق صاحب (۴) نائب ناظم: شیخ محمد ارشد ندیم صاحب (۵) خزانچی شیخ محمد یوسف صاحب (۶) ناظم نشر و اشاعت: شیخ محمد سعید صاحب۔

(۳) جمعیت طلبہ اہلحدیث منڈی مریدکے

امیر: طلعت محمود صاحب۔ نائب امیر: محمد ادریس صاحب ناظم اعلیٰ: حافظ محمد شفیق صاحب: نائب ناظم۔ نوید احمد نوید صاحب: خازن: عبدالرحمن صاحب: ناظم نشر و اشاعت عبدالستار صاحب۔

اپیل

ایک کتاب بنام نصر المؤمنین مؤلفہ اخوند پشاوری (شاگرد حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی) ایک عدالت میں برائے حوالہ درکار ہے جس صاحب کے پاس ہو فوراً درج ذیل پتوں پر بھیج کر ممنون فرمائیں۔

(۱) افتخار احمد حصہ ۵ م/۹ اسلام پورہ سیالکوٹ

(۲) حافظ عزیز الرحمٰن مکتبہ عزیزیہ رام گلی ع ۵ چوک دالگراں۔ لاہور

بھکر کے توحید پرستوں کی مدد کے لئے دردمندانہ اپیل

پنجاب کا ضلع بھکر عقیدے اور عمل کے اعتبار سے گمراہیوں کا مرکز ہے۔ قرآن وسنت کی تبلیغ یہاں ناپید ہے۔ قبروں کی پوجا کھلے بندوں ہوتی ہے۔ شرک وبدعت لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہے۔ عوام تو نام نہاد ملاؤں اور نقلی پیروں کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں اور زمیندار اور جاگیردار کتوں اور ریچھوں کو لڑانے، مرغ بازی، کبوتر بازی وغیرہ میں مستغرق ہیں۔ عقاید پر شیعیت اور بریلویت کا قبضہ ہے۔ میں کراچی میں مقیم ہوں مگر اپنے آبائی علاقے میں اکثر والدین اور اقرباء سے ملنے جاتا رہتا ہوں۔ اپریل ۱۹۸۲ء میں جب میں وہاں گیا تو میرے علاقے کے چند تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ترکِ تقلید، اتباعِ قرآن وحدیث، قراءۃ فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین پر بیک وقت دو جید علماء احناف کا مجھ سے مناظرہ کرا دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی نشست میں علماء احناف کی موجودگی میں تیس (۳۰) نوجوانوں نے عقیدۂ توحید ورسالت اور اتباعِ قرآن وحدیث کا واضح اعلان کر دیا۔ اور ان تیس (۳۰) نوجوانوں نے دن رات دیوانہ وار قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت شروع کر دی اور عاملینِ قرآن وحدیث کی تعداد میں دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس طائفہ منصورہ کی جدوجہد عروج پر تھی کہ ۶ ستمبر ۱۹۸۲ء کو علاقے کے نقلی پیروں، ملاؤں اور نفس پرست زمینداروں۔ نمبرداروں اور جاہل عوام نے جمع ہو کر ان شمعِ توحید ورسالت کے پروانوں پر وہ ظلم وستم ڈھائے کہ بیان کرنے سے دل دہل جاتا ہے۔ عاملین قرآن وحدیث، مرد وزن۔ خورد وکلاں۔ پیر وجواں اور شیر خوار بچوں سمیت ستائیس افراد اہل حدیث کو زندہ جلانے یا بھوک پیاس کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دینے کی غرض سے مشرکین نے اکیس دن تک ایک حویلی میں بند کر کے چاروں طرف دن رات شدید پہرہ لگا دیا کہ نہ کوئی باہر نکلنے پائے اور نہ کوئی باہر سے اس حویلی کے اندر خوراک پہنچانے پائے گویا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ (کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں) پ۱۰۔

لیکن رب کعبہ کے حضور کی جانے والی دعائیں اور مظلوموں کی آہیں رنگ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رہائی کے اسباب پیدا کر دیئے جن کی تفصیل ایک الگ لرزہ خیز داستان ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ آج پھر قرآن وحدیث کے پروانے نئی امنگوں اور جدید حوصلوں کے ساتھ حسب سابق صراطِ مستقیم پر رواں دواں ہیں اور بھرپور انداز میں دن رات قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دو مختلف بڑے دیہاتوں میں افرادِ اہلحدیث کی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ احسانہ، لیکن ان کے پاس نماز ادا کرنے اور تبلیغ کرنے کے لئے مساجد نہیں ہیں۔ ان کی مالی حالت ایسی نہیں کہ وہ خود کوئی مسجد تعمیر کر سکیں۔ میں اپنے اہلحدیث اکابرین اور صاحب ثروت احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ پہلی فرصت میں اس طرف توجہ دیں اور اس دور افتادہ اور پس ماندہ علاقے میں توحید وسنت کا چراغ روشن کرنے کے لئے دل کھول کر تعاون کریں۔ یہ ان کا دینی اور جماعتی فریضہ ہے۔ تفصیلات اور تعاون کے لئے راقم الحروف سے اس پتہ پر رابطہ قائم فرمائیے۔

(سلطان احمد حجازی۔ حجازی منزل ۳۹۷ - ای - ۱۱ - اورنگی ٹاؤن خطیب جامع مسجد اہلحدیث گرین ٹاؤن کراچی)

پارلیمانی نظام حکومت برطانیہ کے سوا ہر جگہ ناکام ہو چکا ہے

کراچی ۳۱ جنوری ۱۹۸۲ء۔ مولانا ظفر احمد انصاری نے کہا ہے کہ قیام پاکستان کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے جو رپورٹ تیار کی ہے اگر اس سے بہتر تجاویز ہوں تو پیش کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمانی نظام سوائے برطانیہ کے تمام ممالک میں بشمول پاکستان ناکام رہا ہے۔ اس لئے ملک میں اسلامی طرز کی جمہوریت کو بروئے کار لانا ناگزیر ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس رپورٹ میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ سربراہ مملکت سمیت تمام منتخب ارکان اسلامی عقیدہ و ذہن رکھتے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر صوبوں کی نئے سرے سے تشکیل کی گئی تو تمام صوبوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔

(نوائے وقت۔ یکم فروری ۱۹۸۲ء)

علومِ حدیث کے نادر جواہر پارے

۱۔ **اللمحات** :۔ دیوبند میں صحیح بخاری کی شرح بنام "انوار الباری" شائع ہو رہی ہے جس کی متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ پہلی دو جلدیں بطور مقدمہ ہیں۔ انوار الباری کے لکھے جانے کا اصل مقصد، بعد از کتاب اللہ صحیح ترین کتاب، صحیح بخاری شریف اور اس کے عظیم المرتبت مصنف حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و محدثین کرام اور مذہب اہل حدیث کی تغلیط اور اُن کی تردید ہے۔

- کتاب "اللمحات" انوار الباری کے مقدمے کی تاریکیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔
- حق فہمی، حق پسندی اور حق پرستی کا جذبہ رکھنے والے اہل علم کے لئے ضروری ہے کہ "اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات" کا مطالعہ کریں اور اپنے علم میں گوناں گوں معلومات کا اضافہ کریں۔

کتاب اُردو میں ہے، بہترین کاغذ، عمدہ جلد اور فوٹو آفسٹ پر طبع ہوئی ہے۔ بڑا سائز صفحات پانچ صد سے زائد قیمت ۱۰۰/- روپے

۲۔ ائمہ اصحاب ستہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اپنی کتب میں احادیث کو کیوں روایت نہیں کیا۔

اس کی صحیح حقیقت معلوم کرنے کے لئے، امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین کتاب "مسئلۃ الاحتجاج بالشافعیؒ" کا مطالعہ کیجئے۔ کتاب عربی زبان میں ہے۔ قیمت ۴۰/- روپے

۳۔ عِلَل الحدیث للامام ابن ابی حاتم رازیؒ (عربی)
مکمل سیٹ دو جلد۔ فوٹو آفسٹ کی بہترین طباعت، ڈائی دار جلد } قیمت ۲۰۰/- روپے

۴۔ الموضوعات الکُبریٰ لمُلا علی قاریؒ
فوٹو آفسٹ کی عمدہ طباعت اور بہترین جلد (بزبان عربی) } قیمت ۱۲۰/- ″

۵۔ ذیل اللآلی المصنوعۃ والتعقبات علی الموضوعات
للامام الحافظ السیوطیؒ (عربی) } مجلد ۱۰۰/- ″

ملنے کا پتہ : **المکتبۃ الاثریہ** : جامع اہل حدیث باغوالی
سانگلہ ہل ۔ ضلع شیخوپورہ